(۱۸) عبدالرشید عراقی

حافظ ابن کثیرؒ

(م ۷۷۴ھ)

حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل بن ابی حفص عمر بن کثیر القرشی الشافعی ۷۰۱ھ میں بصریٰ (شام) کے نواحی قریہ مجلال میں پیدا ہوئے۔ آپ ۷۰۳ھ میں اپنے والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہوگئے۔ اور ۷۰۶ھ میں اپنے بڑے بھائی کمال الدین عبدالوہاب کے ساتھ دمشق آئے۔ آپ کی نشوونما تعلیم اور تربیت دمشق ہی میں ہوئی۔

آپ نے جملہ علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ و اصول فقہ، ادب و لغت، تاریخ و انساب اور صرف و نحو وغیرہ کی تعلیم اِن علوم و فنون کے ماہر اساتذہ سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) اور علامہ ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمان مزی (م ۷۴۲ھ) کے نام ملتے ہیں۔

حافظ ابنِ کثیرؒ کے علمی تبحر، جلالتِ قدر اور فضل و کمال کا اعتراف اربابِ سِیَر اور تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

"ھو فقیہٌ متفنن ومحدثٌ محققٌ ومفسرٌ نقادٌ ولہٗ تصانیف مفیدۃ" [۱]

(وہ پختہ کار فقیہہ، محقق، محدّث اور نقاد و مفسّر تھے۔ اور مفید تصانیف رکھتے تھے۔)

حافظ عبدالحی بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں:

"انتھت الیہ ریاسۃ العلم فی التاریخ والحدیث والتفسیر — واعرفھم بجرحھا ورجالھا وصحیحھا وسقیمھا، وکان اقرانہٗ وشیوخہٗ

© rasailojaraid.com

یعترفون لہ بذلک"۲ے

(تاریخ، حدیث، اور تفسیر جیسے علوم کی ریاست کا آپ پر خاتمہ ہے۔ احادیث کے رجال، جرح، تعدیل اور ان کی صحت و عدمِ صحت کے وہ بڑے واقف کار تھے اور آپ کے معاصرین اور شیوخ تک کو اس بات کا اعتراف تھا۔)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"کان کثیر الاستحضار وسارت تصانیفہ فی البلاد فی حیاتہ وانتفع بہ الناس بعد وفاتہ"۳ے

(بڑے حاضر العلم اور کثیر المحفوظات تھے۔ ان کی تصانیف ان کی زندگی ہی میں ملکوں میں پھیل گئی تھیں، اور لوگوں نے ان کی وفات کے بعد بھی ان سے فائدہ اٹھایا۔)

علامہ محمد بن علی الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

"برع فی الفقہ والتفسیر والنحو وامعن النظر فی الرجال والعلل"۔۴ے

(وہ فقہ، تفسیر اور نحو کے بہت بڑے امام تھے۔ رجال اور عللِ حدیث پر ان کی گہری نظر تھی۔)

حافظ ابن کثیر باوجود شافعی ہونے کے بعد شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ (۷۲۸ھ) کی تحقیقاتِ عالیہ سے متاثر تھے، اور ان کی عظمت و امامت کے قائل تھے۔ "البدایہ والنہایہ" میں شیخ الاسلام کے حالات و واقعاتِ زندگی بڑی تفصیل اور شغف و اہتمام سے لکھے ہیں اور ان کی طرف سے پوری مدافعت کی ہے۔

حافظ ابنِ کثیر طلاق وغیرہ جیسے کئی مسائل میں ابنِ تیمیہؒ کے ہم نوا تھے جن کی بنا پر ان کو بھی بلاء و محن اور لوگوں کی ایذا رسانی سے دوچار ہونا پڑا۔ حافظ ابن کثیر کی تصانیف میں بہت سے مسائل کی ابنِ تیمیہؒ سے ہم نوائی پائی جاتی ہے۔

مشہور اہلِ حدیث عالم اور محققِ شہیر مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی لکھتے ہیں کہ :

"حافظ ابنِ کثیر کی تالیفات میں بہت سے مسائل کی ابنِ تیمیہؒ سے ہم نوائی پائی جاتی ہے اور ان کے اصولِ تحقیق کی جھلک نمایاں ہے۔ تفسیر کے دیباچہ کا اکثر حصہ امام ابنِ تیمیہ کے مقدمۂ اصول تفسیر سے ماخوذ ہے، جن کو ساری تفسیر میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بلکہ اگر یہ سمجھ لیا جائے تو شاید غلط نہ ہو کہ امام ابنِ تیمیہؒ کے بیان کردہ قرآن فہمی کے سادہ اور صحیح اصول کے بڑی حد تک مطابق اگر کوئی پوری تفسیر لکھی گئی ہے تو وہ حافظ ابنِ کثیر کی تفسیر ہے۔ اس لحاظ سے ابنِ تیمیہؒ کے تلامذہ میں یہ خصوصیت ابنِ کثیر کے حصہ میں آئی"[۵۵]

علمی خدمات

حافظ ابنِ کثیر کی پوری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوئی۔ آپ نے تفسیر، حدیث، رجال اور تاریخ پر بہترین کتابیں تصنیف کیں۔

البدایہ والنہایہ : اس کتاب میں حافظ ابنِ کثیر نے ابتدائے آفرینش سے اپنے عہد (۷۶۷ھ) تک کے حالات و واقعات قلمبند کیے ہیں۔ یہ کتاب تاریخِ اسلامی کا ایک بہت بڑا ماخذ ہے۔ البدایہ والنہایہ کو سب سے پہلے ۱۳۵۱ھ میں سلطان ابنِ سعود (م ۱۹۵۶ء) نے ۱۴ جلدوں میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا[۵۶]۔ ان ۱۴ جلدوں کے علاوہ اس کی آخری ۲ جلدیں "النہایہ والبدایہ" کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ دونوں جلدیں بھی سعودی حکومت نے شائع کی ہیں۔ گویا "البدایہ والنہایہ" ۱۶ جلدوں میں ہے۔

جامع المسانید : اس کا پورا نام "جامع المسانید والسنن لاقوم السنن" ہے۔ اس میں صحاح ستہ، مسند احمد، مسند بزار، مسند ابو یعلیٰ اور معجم کبیر طبرانی کی احادیث جمع کی گئی ہیں اور یہ ۸ جلدوں پر مشتمل ہے۔

© rasailojaraid.com

التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل : اسماء الرجال کے موضوع پر بڑی اہم کتاب ہے جو ۵ جلدوں میں ہے۔ اس میں آپ نے علامہ مزی (م ۷۴۲ھ) کی "تہذیب الکمال" اور علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) کی "میزان الاعتدال" کی جملہ خصوصیات جمع کرنے کے علاوہ بہت سی باتوں کا اضافہ کیا ہے۔

اختصار علوم الحدیث : یہ کتاب حافظ ابن صلاح (م ۶۴۲ھ) کے مقدمہ کا خلاصہ ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی طرف سے اس میں کچھ اضافے کیے ہیں۔

الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول : سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہترین کتاب ہے اور ۴ جلدوں میں ہے۔

تفسیر ابن کثیر : حافظ ابن کثیر کو جس تصنیف کے ذریعہ شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی وہ آپ کی یہی معرکۃ الآراء تفسیر ہے۔ یہ تفسیر آپ کے تبحر علمی، وسعتِ مطالعہ اور بالغ نظری کا مکمل ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو ہر زمانہ کے علماء نے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں :

"لم یؤلف علی نمط مثلہ"

(اس طرز پر اس سے اچھی کوئی تفسیر لکھی ہی نہیں گئی)

تفسیر ابن کثیر میں حافظ ابن کثیر نے سلف صالحین کے طریقہ کی پوری پوری پیروی کی ہے اور وہ اپنی اس کوشش میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ تفسیر سلف کا بہترین نمونہ ہے۔ اور جن تفاسیر کی بنیاد منقولات وروایات پر ہے ان میں سب سے زیادہ مقبول اور قابلِ اعتماد تفسیر ہے۔

تفسیر قرآن کے سلسلہ میں سب سے صحیح اور محفوظ طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید سے کی جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کی تفسیر کی جائے، کیونکہ سنت سے قرآن مجید کی شرح، تفصیل، تبیین اور توضیح ہوتی ہے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر اقوالِ صحابہؓ سے کی جائے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید سے سب سے زیادہ واقفیت رکھتے تھے اور ان کے سامنے

قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ اور وہ ان حالات و قرائن سے پوری طرح باخبر تھے، جن میں قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ اور ان سب باتوں کے علاوہ فہم سلیم، علم صحیح اور عمل صالح سے بہرہ ور تھے۔ چوتھا طریقہ تفسیر کا اقوالِ تابعین سے ہے، کیونکہ یہ حضرات براہِ راست اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید تھے[1] اور ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے متعلق ان حضرات کی معلومات متأخرین سے بہر صورت زیادہ تھیں —— یہ چار مرکزی اور بنیادی اصول ہیں، جن کا حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں التزام کیا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں:

"تفسیر ابنِ کثیر سے پہلے اہلِ منقول نے جو تفاسیر لکھیں، ان میں محدثانہ احتیاط اور احادیث کے صحیح انتخاب کی بڑی کمی اور ضعیف روایات و اسرائیلیات کی بڑی کثرت تھی۔ حافظ ابنِ کثیر ایک پختہ کار محدث تھے۔ انہوں نے محدثانہ طریق پر یہ تفسیر مرتب کی۔ اگرچہ وہ اس میں بلند پایہ محدثانہ معیار کو پورے طور پر قائم نہیں رکھ سکے جس کی ان سے توقع تھی۔ اور انہوں نے کسی قدر توسّع سے کام لیا اور اسرائیلیات کے ایک حصّہ کو قبول کیا، مگر اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ تفاسیر میں محدّثانہ نقطۂ نظر سے یہ تفسیر سب سے زیادہ قابلِ اعتماد و استفادہ ہے"[4]

تفسیر ابنِ کثیر سب سے پہلے محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوّجی (م ۱۳۰۷ھ) نے ۲۰ ہزار روپے خرچ کرکے مطبع بولاق مصر سے چھپوائی اور شائقین میں مفت تقسیم کی[5]

مشہور اہلحدیث عالم مولانا محمد بن ابراہیم میمن جوناگڑھی (م ۱۳۶۱ھ) نے اس کا اردو ترجمہ "تفسیر محمدی" کے نام سے کیا۔ یہ ترجمہ ۳۰ پاروں میں شائع ہوا۔ مولانا مرحوم نے یہ ترجمہ ۸ سال میں مکمل کیا۔ ۳۰ پاروں کے صفحات کی مجموعی تعداد ۲۴۶۰ ہے۔

۱۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۲۳

۲۔ ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب، ج ۶، ص ۲۳۱-۲۳۲۔

باقی صفحہ ۳۸ پر

© rasailojaraid.com